اس جلد میں ذیل کے لکھے ہوئے چھ کتابیں شامل ہیں

خلق الانسان علی ما فی القرآن	سر سید احمد مرحوم کی	سنہ ۱	1896
الدعاء والاستجابہ	"	سنہ ۲	1892
تفسیر الجن والجان	"	سنہ ۳	1896
احکام طعام اہل کتاب	"	سنہ ۴	1896
تفسیر السموات	"	سنہ ۵	189[illegible]
حقوق نسوان	سید ممتاز علی صاحب کی	سنہ ۶	1898

میرزا ابوالفضل

مورخہ ۱۷ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۱۹ھ

خلق الانسان علی ما فی القرآن

الفه

المفتقر الی اللہ الصمد السید
احمد غفر اللہ له
ولوالدیه واحسن
الیهما و
الیه

طبع فی المطبع المسمی بمفید عام الکائن فی الاکبرآباد

باداره المنشی محمد قادر علی خان سلمه المنان

سنه ۱۳۰۹ھ

الحمد لله الذی خلق الانسان من تراب ثم من ماء مهین دافق ثم
من نطفة ثم من علق فخلق العلق مضغة فخلق المضغة عظاما فکسا العظام
لحما ثم اخرج من بطن امه طفلا لیبلغ اشده ومنهم من یتوفی ومنهم
من یرد الی ارذل العمر والصلواة والسلام علی رسوله محمد خیر البشر واله و
اصحابه اجمعین ۔

جبکہ ہم تمام موجودات عالم پر بقدر طاقت بشری نظر ڈالتے ہین تو یہ دیکھتے ہین
کہ خدا تعالے نے جو قانون قدرت بنایا ہے اور اوس قانون کے مطابق جو چیزین
پیدا ہوتی ہین وہ ایسی مناسبت سے پیدا ہوتی ہین کہ ایک دوسری سے اور دوسری
تیسری سے اور تیسری چوتھی سے وعلی ہذا القیاس نہایت مشابہ ہوتی ہین یعنی چیز سے
دوسری چیز کسیقدر ترقی یافتہ ہوتی ہے مگر وہ ترقی ایسی خفیف ہوتی ہے جس سے

وہ مشابہت جو پہلی کو دوسری سے ہوتی ہے بدستور باقی رہتی ہے اور جو تفاوت یا ترقی اُس دوسری چیز مین ہوئی ہے وہ نہایت غور اور فکر سے محسوس ہوتی ہے۔

اِس قانون قدرت نے ایک ایسا سلسلہ پیدایش کا کردیا ہے کہ اگر تمام مخلوقات کو سلسلہ وار جمع کیا جاوے تو وہ ایک ایسی زنجیر کے مشابہ ہوگی جسکی ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہوئی ہو اور اون کڑیون مین بتدریج ایسا فرق ہوتا جاوے کہ پہلی کڑی دوسری کڑی کے اور دوسری تیسری کے اور تیسری چوتھی کے مشابہ ہو لیکن جب بیچ کی کڑیون کو چھوڑ دیا جاوے مثلاً پہلی کو دسوین یا بیسوین یا پچاسوین سے وعلیٰ ہذا القیاس مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ دونون مین تو بہت ہی کچھ فرق ہے وہ اور ہی نوع ہے اور یہ اور ہی نوع بلکہ دو مختلف جنسین ہین۔

اِس تناسب پیدایش نے بہت بڑے بڑے لایق اور عالم حکیمون کو دھوکے مین ڈال دیا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ انقلاب ایک ہی چیز کو دوسری مشابہ چیز مین بدلتا جاتا ہے مثلاً وہ حیوان جو بندر کہلاتا ہے اور جسکی مختلف قسمین ہین اور ایک دوسری سے ترقی یافتہ ہے رفتہ رفتہ ترقی پاتے پاتے اُس صورت مین آگیا ہے جسکو اب ہم انسان کہتے ہین اور یہی تھیوری حکیم داروِن کی ہے جو ایک بے مثل حکیم اپنے زمانہ مین گذرا ہے۔

مگر اُنھون نے قانون قدرت کے کامون مین جس مناسبت کا ہونا لازمی ہے اوسپر لحاظ نہین کیا۔ قانون قدرت نہایت منتظم ہین اور اسی سلسلہ انتظام مین یہ بات بھی لازمی ہے کہ وہ سلسلہ ایسے انتظام سے ہو کہ اوسکی پہلی کڑی دوسری سے اور دوسری کڑی تیسری سے

باہم مناسبت سے ہون جیسے موتیون کی لڑی جسمین ایسے انتظام سے چھوٹے اور بڑے
موتی پروئے گئے ہون کہ پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے اور علیٰ ہذا القیاس مناسبت
سے پروئے جاوین۔

اونکو شبہہ اسبات سے ہوا ہے کہ ایک نوع کی دوسری نوع کی ترکیب سے ایک تیسری نوع
پیدا ہو جاتی ہے جیسے خچر یا بعض بیرونی اثرون سے بعض حیوانات مین انقلاب پیدا ہو جاتا
ہے اور اسی وجہ سے اونکی راے انقلاب کی طرف مایل ہوی ہے مگر یہ امر خیال سے
رہ گیا کہ اس قسم کے انقلاب کے لئے اول اون دونون نوعون کا مستقل موجود ہونا یا اوس
شئے کا اور اوس مادّہ کا جو ذریعہ انقلاب اوس شئے مین ہو مستقل اور جداگانہ موجود ہونا
ضرور ہے تاکہ شئے ثالث وجود پذیر ہو۔ معہذا اوس شئے ثالث پر انقلاب شئے اول یا شئے
ثانی کا اطلاق نہین ہو سکتا بلکہ وہ ایک نیا نتیجہ ہے دو شئے کے اتحاد اور ملاپ کا نہ انقلاب
ایک شئے کا دوسری شئے مین۔ غرضکہ یہ بات صحیح نہین ہے کہ وہ حیوان جسکو بندر کہتے ہین
مرور دہور مین ترقی کرتے کرتے اس صورت مین آگیا ہے جسکو انسان کہتے ہین بلکہ قانون
قدرت کا سلسلہ انتظام ایسے مناسبت سے واقع ہوا ہے کہ اوس نے ابتدا ہی سے مخلوق کو ایسی
مناسبت سے پیدا کیا ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ سے موتیون کی لڑی کے مثل مناسبت و مشابہت رکھتی ہے
اور اسلئے ضرور ہے کہ انسان سے نیچے ایک ایسی مخلوق ہو جو نہایت انسان کے مشابہ ہے
اور اسکے نیچے ایسی مخلوق ہو جو اوس مخلوق سے جو انسان کے نیچے ہے مشابہ ہو و علیٰ ہذا القیاس
تمام حیوانات کی پیدایش ابتدا مین مٹی کے خمیر سے معلوم ہوتی ہے اور اسلئے ابتدا مین

کوئی حیوان جنمین انسان بھی داخل ہے توالد سے پیدا نہین ہوا بلکہ ہر ایک کو تولید ہوئی ہے۔ اوسکے بعد قانون قدرت اسطرح پر جاری ہوا کہ اون متولد حیوانات مین سے جنمین نطفہ کا مادہ نہین تھا اونکی تولید بغیر جوڑے کے ہونی جاری رہی جیسے کہ اکثر حشرات الارض کی ہوتی ہے۔ اور جن حیوانات مین نطفہ کا مادہ تھا اونکا جوڑا اول تولید سے پیدا ہوا اسکے بعد توالد سے قرآن مجید بھی اسی پر ناطق ہے جہان خدا نے فرمایا ہے۔ خلقکم من تراب ثم من نطفة۔ فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفة۔ هو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین۔ بدء الخلق من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماءٍ مسنون۔ واذ قال ربك للملائكة انی خالق بشرا من حماءٍ مسنون۔ وخلق الانسان من صلصال کالفخار۔ والله خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم جعلکم ازواجا۔

ان تمام آیتون مین خطاب بلفظ جمع آیا ہے جسمین مذکر اور مونث دونون مخاطب ہین اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد مین سے عورت پیدا نہین ہوئی بلکہ مرد اور عورت دونون ابتدا مین مٹی سے پیدا ہوئے اور بعد خلق اونکا جوڑا ہوا جیسا کہ اس اخیر آیت مین فرمایا ہے۔ ثم جعلکم ازواجا۔ اور جب توالد نطفہ سے جاری ہوا تو نطفہ ہی سے زوجین پیدا ہوا کیے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔ وانه خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفة اذا تمنی خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصیم مبین۔ الم یر الانسان انا خلقناه من

نطفۃ فاذا ھو خصیم ۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا ۔ من ای شی خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ۔ الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم کان علقۃ فخلق فسوا ۔ فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب ۔ الم نخلقکم من ماء مھین فجعلناہ فی قرار مکین الی قدر معلوم

اسکے بعد یہ بحث پیش آتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسطرح پر صرف ایک ہی جوڑا انسان کا پیدا کیا تھا یا بہت سے جوڑے پیدا کئے تھے جنسے مختلف رنگ و روپ صورت و شکل کی قومین پیدا ہوئی ہین -

اسباب مین لوگون کی مختلف رائے ہین وہ اس سبب سے کہ قومون کے ڈھانچے اونکی ہڈیون کے جوڑ بند مختلف طرح پر پاتے ہین اس سبب سے خیال کرتے ہین کہ متعدد جوڑون کی نسلین ہین -

مگر جب ہم تمام دنیا کی قومون کے جذبات نفسانی یکسان پاتے ہین تو تعدد کا خیال دور ہوجاتا ہے اور اوس اختلاف کو امور خارجیہ کے تاثرات مثلاً ملک کی آب ہوا اوسکے موسم کے اختلاف آفتاب کی شعاعون کی استقامت اور انحراف اور ملکی ضروریات کے اسباب سے منسوب کرتے ہین -

قانون قدرت بھی ہمکو اسی امر کے مطابق معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ قانون قدرت کوئی فضول اور بے فائدہ غیر ضروری کام نہین کرتا جبکہ اسنے تولید کے بعد یہ قانون قایم کیا تھا کہ انسان کی نسل توالد سے بڑہے تو متعدد جوڑون کی تولید کی ضرورت

نہ تھی اگر ایسا ہوتا تو قانون قدرت فضول اور غیر ضروری کام کرتا جو وہ ہرگز نہین کرتا۔

یہ خیال کہ ایک جوڑا دنیا کے معمور کرنے کو کیونکر کافی ہوا ہوگا۔

اس غلط خیال سے پیدا ہوتا ہے کہ دنیا صرف چھ سات ہزار برس کی بڑھیا ہے مگر جب ہم قدرت کے کامون کو دیکھتے ہین تو اوسکے امتداد کے زمانہ کا قیاس ہی نہین ہوسکتا پہاڑون کی بناوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدرت نے اونکو کسطرح بنایا ہے مگر جب سوچتے ہین کہ کتنی مدت مین بنے ہونگے تو عقل حیران ہوتی ہے۔

آتشین پہاڑون کی لاوون کی تہون کا کنارون پر کف چھوڑ جانے والے دریاونکی پپڑیون کا شمار اونکی قدامت کے اندازہ سے عاجز کردیتا ہی۔ زمین کی اندر کی کانین اور بالتخصیص زمین کے اندر نہایت بڑے بڑے عالیشان درختون کا دبا ہوا ہونا پھر اونکے انقلابات جنکو اب ہم پتھر کا کویلہ کہتے ہین ایک بے شمار درازی زمانہ کا ہمکو ثبوت دیتے ہین۔

سبحانہ ما اعظم شانہ اذا اراد اللہ شیئا یقول لہ کن فیکون - فاراد اللہ ان یکون ھذا العالم بھذا الشان فکان وارادتہ بما اراد ھو قانون القدرۃ وطریق الفطرۃ فھذا العالم قایم علی منوال قانونہ الی اجل ولا یعلم احد اجلہ۔

کچھ لوگ کہتے ہین کہ بعض قومین مدت دراز سے ایک ملک سے دوسرے ملک مین چلی گئی ہین اور اونکے ڈہانچون مین کچھ تفاوت نہین ہوا اول تو مطلق تفاوت کا نہونا تسلیم نہین ہوسکتا دوسرے مدت دراز کا اطلاق صرف ایک دہوکا ہے کیونکہ جسکو زمانہ دراز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ قانون قدرت کے زمانہ کے سامنے کچھ حقیقت ہی نہین رکھتا۔

اب یہ بات غور طلب ہے کہ قرآن مجید میں جسطرح پر نطفہ سے انسان کا پیدا ہونا بیان ہوا ہے وہ قانون قدرت یعنی اوس طریقہ کے جسطرح فی الحقیقت مطابق تحقیقات علم فزیالیوجی کے پیدایش ہوتی ہے موافق ہے یا نہین۔

قبل اسکے کہ ہم اسکی نسبت کچھ کہین اون آیتون کو نقل کرتے ہین جنسے یہ بحث متعلق ہے اور وہ یہ آیتین ہین

(۱) اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا

الکہف - ۱۸ - ۳۵

(۲) فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ - ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لیبین لکم ونقر فی الارحام الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم و منکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر

سورۃ الحج ۲۲ - ۵

(۳) ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل۔

سورۃ مومن ۴۰ - ۶۹

(۴) الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم کان علقۃ فخلق فسوا

سورۃ قیامۃ ۷۵ - ۳۷و۳۸

(۵) فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب

سورۃ طارق ۸۶ - ۵ لغایت ۷

(٦) ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما

سورۃ المومن ۲۳ - ۱۲ لغایت ۱۴

(۷) وبدء خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلا ما تشکرون

سورۃ سجدۃ ۳۲ - ٦ و ۷

ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی پیدائش مین اول نطفہ ہوتا ہے اور نطفہ مرد ہی مین پیدا ہوتا ہے کیونکہ مرد کے پانی کو نطفہ کہتے ہین جیسا کہ قاموس وغیرہ لغت کی کتابون مین لکھا ہے -

اوسکے بعد وہ علقہ ہوتا ہے علقہ کہتے ہین جونک کو جو پانی مین رہتی ہے پس خود مرد ہی کے نطفہ مین متعدد نہایت باریک کیڑے جونک کے مشابہ پیدا ہوتے ہین جسکو یونانی مین "سپرمی توزوا" کہتے ہین اور حال کی ایشیائی زبان کے مترجمون نے حوینات اونکا ترجمہ کیا ہے پس یہی کیڑا جب اون قوانین قدرت کے موافق عورت کے رحم مین جاتا ہے تو بچہ بن جاتا ہے لڑکا یا لڑکی جس قسم کا وہ کیڑا ہو کما قال اللہ عز وجل خلق الانسان من علق - اور یہ بالکلیہ علم فزیالوجی کے مطابق ہے -

یہان تک نوبت پہونچنے کے بعد خدا نے فرمایا فخلقنا النطفة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما -

اور انتڑیون مین بھی ایک قسم کا لعاب ہے وہ بھی ملتا جاتا ہے۔

انتڑیون کے اندر سے تو وہ میری یا لبدڑا شدہ غذا خارج ہونے کو نیچے اوترتی جاتی ہے مگر انتڑیون کے اوپر کی طرف نہایت باریک باریک رگین ہین وہ اونمین سے اوس رقیق مادہ کو جو گویا ان تمام ترکیبون سے مثل جوہر کے پیدا ہوا ہے اور جو آخر کار خون بن جاویگا چوس لیتی ہین۔ یہ رقیق مادہ سفید مثل دودھ کے ہوتا ہے اور اسکا صحیح نام کیلوس ہے جسکو اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا غلطی سے مترجمون نے کیموس کہا تھا۔

یہی رقیق مادہ جسکا صحیح نام ہم نے کیلوس بتایا ہے ایک جگہ جمع ہوتا جاتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اسی مادہ پر خدا نے مارمھین اور ما رو افق کا اطلاق کیا ہے بعد اسکے یہی مادہ ایک رستہ سے جو ریڑہ کی ہڈیون کے قریب ہے شریان اعظم کے نیچے سے گذرتا ہوا گردن اور ہنسلی کے نیچے جو رگین ہین جنکو ورید کہتے ہین مل جاتا ہے اور اون وریدی رگون کے خون مین ملکر دل کے طبقہ یمین اعلیٰ مین پہونچتا ہے اور وہان سے طبقہ یمین اسفل مین اوترتا ہے وہان سے صاف ہونے کو پھیپڑون مین چلا جاتا ہے۔ وہان صاف ہوکر پھر دل کے طبقہ یسار اعلیٰ مین آتا ہے اور پھر طبقہ یسار اسفل مین اوترتا ہے اور وہان سے شریانون کے ذریعہ سے تمام جسم مین پہونچتا ہے اور ہر ایک حصہ اسکا جس جس عضو کے مخصوص ہے وہان پہونچتا ہے اور جو حصہ منی ہونے کو ہے وہ انثیین مین چلا جاتا ہے پس اُس لعاب کو جو وریدی رگون مین ملتا ہے اور ابھی منی نہین ہوا بلکہ صرف "ماء" ہے قرآن مجید مین ماء دافق سے تعبیر کیا ہے دافق کا لفظ اسلئے بولا ہے کہ اُس "ماء" کو اور قسمون سے امتیاز ہو جاوے اور کچھ شک نہین کہ اُس ماء دافق کا اصلی مخرج ما بین الصلب والترائب ہے۔

پس جن علماء نے ماء دافق سے خاص منی طیار شدہ مراد لی ہے یہ اونکی غلطی ہے اور اُنہون نے لفظ "ماء" پر جو بعوض لفظ منی یا نطفہ کے بولا گیا ہے التفات نہین کیا۔

علاوہ اسکے عوام کا یہ خیال تہا کہ خون سے جو پشت کی رگون مین پہیلتا ہے اوس سے منی یا نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے اونکو خیال تہا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے تشریح مذکورہ بالا سے کسیقدر اس خیال کی اصلیت پائی جاتی ہے پس اس خیال پر اگر ہم نطفہ کا خارج ہونا ہی مجازاً من بین الصلب والترائب کہین تو کچہ تعجب اور خلاف قانون قدرت نہین ہے اسی خیال پر سعدی نے لکہا ہے۔

ز صلب آورد نطفۂ در شکم	ز ابر افگند قطرۂ سوے یم
ازین قطرہ لولوے لالا کند	وزان صورتے سرو بالا کند

عرب جاہلیت کا بھی یہی خیال تہا چنانچہ سموال ابن عادیا شاعر زمانہ جاہلیت کا یہ شعر ہے

علونا الی خیر الظہور وحطنا	لوقت الی خیر البطون نزول

تمام شد

اور انتڑیون مین بھی ایک قسم کا لعاب ہے وہ بھی ملتا جاتا ہے۔

انتڑیون کے اندر سے تو وہ مہیری یا لبدڑا شدہ غذا خارج ہونے کو نیچے اوترتی جاتی ہے مگر انتڑیون کے اوپر کی طرف نہایت باریک باریک رگین ہین وہ اوسمین سے اوس رقیق مادہ کو جو گویا ان تمام ترکیبون سے مثل جوہر کے پیدا ہوا ہے اور جو آخر کار خون بن جاویگا چوس لیتی ہین۔ یہ رقیق مادہ سفید مثل دودھ کے ہوتا ہے اور اسکا صحیح نام کیلوس ہے جسکو اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا غلطی سے مترجمون نے کیموس کہا تھا۔

یہی رقیق مادہ جسکا صحیح نام ہم نے کیلوس بتایا ہے ایک جگہ جمع ہوتا جاتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اسی مادہ پر خدا نے مار مہین اور ما ر وافق کا اطلاق کیا ہے بعد اسکے یہی مادہ ایک رستہ سے جو ریڑہ کی ہڈیون کے قریب ہے شریان اعظم کے نیچے سے گذرتا ہوا گردن اور ہنسلی کے نیچے جو رگین ہین جنکو ورید کہتے ہین مل جاتا ہے اور اون وریدی رگون کے خون مین ملکر دل کے طبقہ یمین اعلیٰ مین پہونچتا ہے اور وہان سے طبقہ یمین اسفل مین اوترتا ہے وہان سے صاف ہونے کو پھیپڑون مین چلا جاتا ہے۔ وہان صاف ہوکر پھر دل کے طبقہ یسار اعلیٰ مین آتا ہے اور پھر طبقہ یسار اسفل مین اوترتا ہے اور وہان سے شریانون کے ذریعہ سے تمام جسم مین پہونچتا ہے اور ہر ایک حصہ اُسکا جس جس عضو کے مخصوص ہے وہان پہونچتا ہی اور جو حصہ منی ہونے کو ہی وہ انثیین مین چلا جاتا ہے پس اُس لعاب کو جو وریدی رگون مین ملتا ہے اور ابھی منی نہین ہوا بلکہ صرف "ماء" ہی قرآن مجید مین ماء دافق سے تعبیر کیا ہی دافق کا لفظ اسلیئے بولا ہے کہ اُس "ماء" کو اور قسمون سے امتیاز ہو جاوے اور کچھ شک نہین کہ اُس ماء دافق کا اصلی مخرج ما بین الصلب و الترائب ہے۔

پس بعض علمار نے ماء دافق سے خاص منی طیار شدہ مراد لی ہے یہ اونکی غلطی ہے اور اُنہون نے لفظ "ماء" پر جو بعوض لفظ منی یا نطفہ کے بولا گیا ہے التفات نہین کیا۔

علاوہ اسکے عوام کا یہ خیال تہا کہ خون سے جو پشت کی رگون مین پہیلتا ہے اوس سے منی یا نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے اونکو خیال تہا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے تشریح مذکورہ بالا سے کسیقدر اس خیال کی اصلیت پائی جاتی ہے پس اس خیال پر اگر ہم نطفہ کا خارج ہونا ہی مجازا من بین الصلب والترائب کہین تو کچھ تعجب اور خلاف قانون قدرت نہین ہے اسی خیال پر سعدی نے لکھا ہے۔

ز صلب آورد نطفۂ در شکم	ز ابر افگند قطرۂ سوے یم
ازین قطرہ لولوے لالا کند	وزان صورتے سرو بالا کند

عرب جاہلیت کا بھی یہی خیال تہا چنانچہ سموال ابن عادیا شاعر زمانہ جاہلیت کا یہ شعر ہے

علونا الی خیر الظهور وحطنا	لوقت الی خیر البطون نزول

تبالخیر

اور انتڑیون مین بھی ایک قسم کا لعاب ہے وہ بھی ملتا جاتا ہے۔

انتڑیون کے اندر سے تو وہ میری یا لبدڑا شدہ غذا خارج ہونے کو نیچے اوترتی جاتی ہے مگر انتڑیون کے اوپر کی طرف نہایت باریک باریک رگین ہین وہ اونمین سے اوس رقیق مادہ کو جو گویا ان تمام ترکیبون سے مثل جوہر کے پیدا ہوا ہے اور جو آخر کار خون بن جاویگا چوس لیتی ہین۔ یہ رقیق مادہ سفید مثل دودہ کے ہوتا ہے اور اسکا صحیح نام کیلوس ہے جسکو اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا غلطی سے مترجمون نے کیموس کہا تھا۔

یہی رقیق مادہ جسکا صحیح نام ہم نے کیلوس بتایا ہے ایک جگہ جمع ہوتا جاتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اسی مادہ پر خدا نے مار مہین اور ما ر دافق کا اطلاق کیا ہے بعد اسکے یہی مادہ ایک رستہ سے جو ریڑہ کی ہڈیون کے قریب ہے شریان اعظم کے نیچے سے گذرتا ہوا گردن اور ہنسلی کے نیچے جو رگین ہین جنکو ورید کہتے ہین مل جاتا ہے اور اون وریدی رگون کے خون مین ملکر دل کے طبقہ یمین اعلی مین پہونچتا ہے اور وہان سے طبقہ یمین اسفل مین اوترتا ہے۔ وہان سے صاف ہونے کو پھیپڑون مین چلا جاتا ہے۔ وہان صاف ہوکر پھر دل کے طبقہ یسار اعلی مین آتا ہے اور پھر طبقہ یسار اسفل مین اوترتا ہے اور وہان سے شریانون کے ذریعہ سے تمام جسم مین پہونچتا ہے اور ہر ایک حصہ اسکا جس جس عضو کے مخصوص ہے وہان پہونچتا ہی اور جو حصہ منی ہونے کو ہی وہ انثیین مین چلا جاتا ہے پس اُس لعاب کو جو وریدی رگونمین ملتا ہے اور ابھی منی نہین ہوا بلکہ صرف "ماء" ہی قرآن مجید مین ماء دافق سے تعبیر کیا ہی دافق کا لفظ اسلیئے بولا ہے کہ اُس "ماء" کو اور قسمون سے امتیاز ہو جاوے اور کچھ شک نہین کہ اُس ماء دافق کا اصلی مخرج ما بین الصلب والترائب ہے۔

پس بعض علمار نے ماء دافق سے خاص منی طیار شدہ مراد لی ہے یہ اونکی غلطی ہے اور اُنہون نے "لفظ" ماء" پر جو بعوض لفظ منی یا نطفہ کے بولا گیا ہے التفات نہین کیا۔

علاوہ اسکے عوام کا یہ خیال تہا کہ خون سے جو پشت کی رگون مین پہیلتا ہے اوس سے منی یا نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے اونکو خیال تہا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے تشریح مذکورۂ بالا سے کسیقدر اس خیال کی اصلیت پائی جاتی ہے پس اس خیال پر اگر ہم نطفہ کا خارج ہونا ہی مجازاً من بین الصلب والترائب کہین تو کچھ تعجب اور خلاف قانون قدرت نہین ہے اسی خیال پر سعدی نے لکہا ہے۔

ز صلب آورد نطفۂ در شکم	ز ابر افگند قطرۂ سوے یم
ازین قطرہ لولوے لالا کند	وزان صورتے سرو بالا کند

عرب جاہلیت کا بہی یہی خیال تہا چنانچہ سموال ابن عادیا شاعر زمانہ جاہلیت کا یہ شعر ہے

علونا الی خیر الظهور وحطنا	لوقت الی خیر البطون نزول

تمت بالخیر

اور انتڑیون مین بھی ایک قسم کا لعاب ہے وہ بھی ملتا جاتا ہے۔

انتڑیون کے اندر سے تو وہ میری یا لبدڑا شدہ غذا خارج ہونے کو نیچے اوترتی جاتی ہے مگر انتڑیون کے اوپر کی طرف نہایت باریک باریک رگین ہین وہ اوسمین سے اوس رقیق مادہ کو جو گویا ان تمام ترکیبون سے مثل جوہر کے پیدا ہوا ہے اور جو آخر کار خون بن جاویگا چوس لیتی ہین۔ یہ رقیق مادہ سفید مثل دودہ کے ہوتا ہے اور اسکا صحیح نام کیلوس ہے جسکو اگلے زمانہ مین خود یونانیون نے یا غلطی سے مترجمون نے کیموس کہا تھا۔

یہی رقیق مادہ جسکا صحیح نام ہم نے کیلوس بتایا ہے ایک جگہہ جمع ہوتا جاتا ہے اور وہ سفید ہوتا ہے اسی مادہ پر خدا نے مار مھین اور مار دافق کا اطلاق کیا ہے بعد اسکے یہی مادہ ایک رستہ سے جو ریڑہ کی ہڈیون کے قریب ہے شریان اعظم کے نیچے سے گذرتا ہوا گردن اور ہنسلی کے نیچے جو رگین ہین جنکو ورید کہتے ہین مل جاتا ہے اور اون وریدی رگون کے خون مین ملکر دل کے طبقہ یمین اعلیٰ مین پہونچتا ہے اور وہان سے طبقہ یمین اسفل مین اوترتا ہے۔ وہان سے صاف ہونے کو پھیپڑون مین چلا جاتا ہے۔ وہان صاف ہوکر پھر دل کے طبقہ یسار اعلیٰ مین آتا ہے اور پھر طبقہ یسار اسفل مین اوترتا ہے اور وہان سے شریانون کے ذریعہ سے تمام جسم مین پہونچتا ہے اور ہر ایک حصہ اسکا جس جس عضو کے مخصوص ہے وہان پہونچتا ہے اور جو حصہ منی ہونے کو ہے وہ انثیین مین چلا جاتا ہے پس اُس لعاب کو جو وریدی رگو نمین ملتا ہے اور ابھی منی نہین ہوا بلکہ صرف ”ماء“ ہی قرآن مجید مین ماء دافق سے تعبیر کیا ہے دافق کا لفظ اسلیئے بولا ہے کہ اُس ”ماء“ کو اور قسمون سے امتیاز ہوجاوے اور کچھ شک نہین کہ اُس ماء دافق کا اصلی مخرج ما بین الصلب والترائب ہے۔

پس محققین علمار نے ماء دافق سے خاص منی طیار شدہ مراد لی ہے یہ اونکی غلطی ہے اور انہون نے لفظ "ماء" پر جو بعوض لفظ منی یا نطفہ کے بولا گیا ہے التفات نہین کیا۔

علاوہ اسکے عوام کا یہ خیال تہا کہ خون سے جو پشت کی رگون مین پہیلتا ہے اوس سے منی یا نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اسی سبب سے اونکو خیال تہا کہ نطفہ پشت سے آتا ہے تشریح مذکورہ بالا سے کسیقدر اس خیال کی اصلیت پائی جاتی ہے پس اس خیال پر اگر ہم نطفہ کا خارج ہونا ہی مجازاً من بین الصلب والترائب کہین تو کچھ تعجب اور خلاف قانون قدرت نہین ہے اسی خیال پر سعدی نے لکہا ہے۔

ز صلب آورد نطفۂ در شکم	ز ابر افگند قطرۂ سوے یم
ازین قطرہ لولوے لالا کند	وزان صورتے سرو بالا کند

عرب جاہلیت کا بہی یہی خیال تہا چنانچہ سموال ابن عادیا شاعر زمانہ جاہلیت کا یہ شعر ہے

علونا الی خیر الظہور وحطنا	لوقت الی خیر البطون نزول

تمت بالخیر